بدھ مذہب سے مکالمہ کی مذہبی بنیادیں

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسوہ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر انصار الدین مدنی
اسسٹنٹ پروفیسر، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی، گلگت

ABSTRACT

In whatever society he lives, a human being participates directly or indirectly, in the educational, scientific, political, historical and religious activities. Till the recent human history, numerous humans have got prominence due to their extraordinary efforts in different walks of life. An opportunity for research and analysis can be created, if we could truly collect information about the life of such people. Today, people who belong to different religions are busy in the proliferation of their concerned religious models. Some of religion are very ancient and therefore, although we can not find followers of a particular ancient religion in a region but archeological artifact of such religions are prevalent in those areas. For example, although there are no followers of Buddhism in Gilgit-Baltistan but we can find traces of this religion in the area.

In our research paper, highlighting the historical and religious status of Buddhism, we would start a dialogue on religious grounds and will discuss the traces of Buddhism with their related religious events.

انسان کسی بھی معاشرے میں زندگی گزارتا ہو، وہ بنیادی طور پر معاشرے کے علمی، ادبی، سائنسی، سیاسی، تاریخی اور مذہبی سرگرمیوں میں بلواسطہ یا بلاواسطہ شریک رہتا ہے۔ اب تک کی انسانی تاریخ میں بہت سے انسان مختلف شعبوں میں اپنی کاوشوں کی بنیاد پر دوسرے انسانوں سے نمایاں رہے ہیں۔ ان شخصیات کی زندگی سے متعلق معلومات کو دیانتداری سے جمع کیا جائے تو معاشرے کے ذہین افراد کو مختلف شعبوں میں علمی، تحقیقی اور تجزیاتی کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس وقت دنیا میں مختلف مذاھب کے پیروکار اپنے مذھب کی ترویج کے لیے نہ صرف سرگرم عمل ہیں بلکہ اپنے مذھب کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے نت نئے طریقے اپناتے ہیں اور دوسرے انسانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے عقائد اور نظریات پر نظرثانی کریں۔ تبدیلی مذھب کے پیچھے کارفرما انسانی کاوشوں میں سے ایک کاوش مکالمہ یعنی بات چیت کا عمل ہے۔ جب دو مختلف نظریات کے حامل افراد ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو وہ یقینی طور پر ایک دوسرے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے ہیں۔ ظاہر ہے شعور و آگاہی حاصل کرنے کی جستجو انسان کو بے چین رکھتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اس بے چینی کو صحیح، مناسب اور بروقت رہنمائی ملے تو وہ بے چین اور بے سکون انسان کو اپنے نظریات اور خیالات و عقائد کی درستگی کی تحریک دلاتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت دنیا میں بہت سے مذاھب ہیں۔ ان میں سے بعض قدیم ہیں۔ مگر ان کے پیروکار بہت کم تعداد میں ملتے ہیں۔ کچھ مذاہب کے ماننے والے کسی زمانے میں کثرت سے پائے جاتے تھے لیکن آج کل ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے، بعض علاقوں میں ان مذاہب کا جنم ہوا تھا لیکن آج ان علاقوں میں ان مذاہب کا وجود نہیں ہے۔ مگر ان مذاہب سے متعلق آثار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً بدھ مت کے پیروکار اس وقت گلگت بلتستان میں نہیں ہیں مگر اس مذھب کے آثار موجود ہیں۔ ہم اپنے مقالہ میں بدھ مذھب کی تاریخی اور مذہبی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے ان سے مکالمہ کی مذہبی بنیادوں پر بات کریں گے۔ اور گلگت بلتستان میں موجود بدھ مت کے آثار اور ان سے متعلق واقعات کو زیر بحث لائیں گے۔ مقالہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ گفتگو کے لئے لازمی ہے کہ اس مذہب کا تعارف حاصل ہو، لہٰذا ہم بدھ مذہب کا تعارف پیش کر رہے ہیں۔

ا۔ گوتم بدھ اور بدھ مذھب کا تعارف:

گوتم بدھ شمالی ہند کے علاقے نیپال میں ساکیہ قبائل کی راجدھانی کپل دستو میں ۵۶۸ ق م میں پیدا ہوئے۔ گوتم بدھ کا شمار ان بچوں میں ہوتا ہے جو پیدائش کے بعد ماں جیسی عظیم ومہربان اور محبت نچھاور کرنے والی ہستی سے محروم ہو جاتے ہیں پیدائش کے ایک ہفتے تک ہی آپ کو ماں کی ممتا اور گود نصیب ہوئی ایک ہفتے کے بعد آپ کی والدہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔

گوتم بدھ کا نام سب کی ایماء پر ''سدھارتھ'' رکھا گیا۔ لیکن گوتم آپ کا خاندانی نام تھا۔ مسلسل انتھک محنت و ریاضت کے بعد آپ کو گیان حاصل ہوا جس کی وجہ سے آپ کو ''بدھ'' کا لقب مل گیا اور یوں پوری دنیا میں ''گوتم بدھ'' کے نام سے پہچان ہوئی۔ سدھارتھ کے علاوہ گوتم بدھ کا ایک اور نام ''ساکیہ منی'' یا ''ساکیہ سنگھ'' بھی ہے۔ شاہی خاندان سے تعلق ہونے کی بنا پر ابتدائی پرورش بھی بڑے شاہی انداز سے ہوئی اور شاہی اصولوں کے مطابق شادی بھی کم عمری میں ہوئی۔ ۱۶ سال کی عمر میں آپ کی شادی ''جسودھا ا' نام کی لڑکی سے ہوئی۔ پہلے ہی سال بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ''رہل'' رکھا گیا۔ ۲۹ برس کی عمر میں گوتم بدھ اپنے خاص خادم ''چین'' کو ساتھ لے کر ایک انجانی سمت چل نکلا راستے میں اس نے کچھ عجیب مناظر دیکھے جنہیں دیکھ کر گوتم کی دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ گوتم نے راستے میں ایک مفلوک الحال بوڑھا دیکھا، پھر ایک جنازے کو دیکھا اور اس کے بعد آگے چل کر ایک فقیر درویش کو دیکھا۔ جب گوتم نے انسانی زندگی کے ان تین حسرت ناک پہلوؤں کو دیکھا تو نہ صرف وہ متاثر ہوا بلکہ اس نے دنیا کی محبت اور لگاؤ میں کمی محسوس کی۔ محل کی طرف واپس آتے ہوئے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب مجھے اس راز کو سمجھنا ہے جس کی وجہ سے انسان کی زندگی کے مختلف رنگ دکھائی دیتے ہیں۔

گوتم نے اپنے خادم کے ساتھ دریائے ایوحہ پر پہنچ کر اپنے تمام زیب تن کئے زیورات و جواہرات خادم کے سپرد کئے اور کہا تم واپس لوٹ جاؤ۔ اور خود کو ایک غریب آدمی کے لباس میں مزین کر کے راج گڑھی میں (راج گڑھی مگدھ کی سلطنت کا دارالخلافہ تھا اس دارالخلافہ میں بہت مشہور درویش بھی رہتے تھے ان درویشوں میں سے) ''التر'' نامی درویش سے گوتم بدھ مرید ہو گئے۔ مگر گوتم بدھ کو یہاں وہ سکون وقرار میسر نہ آیا جس کے وہ متلاشی تھے چنانچہ وہ یہاں سے کسی

دوسرے عابد وزاہد درویش کی محبت میں آ گئے۔ اس درویش نے ہندو مذہب کا فلسفہ سکھایا اس کے بعد گوتم نے چلوں اور نفس کشی کے لیے ریاضتوں کا قصد کیا۔ ایک جنگل میں چھ سال تک سخت ریاضتیں کیں۔

انہی ریاضتوں کے باعث گوتم کی شہرت قرب وجوار میں پھیل گئی۔ اسی شہرت کے باعث آپ کے کچھ مرید بھی ہو گئے۔ پھر ریاضتوں اور نفس کشی کو ترک کر کے کھانا پینا شروع کیا کیونکہ گوتم بدھ کو درویشوں کی صحبت، نفس کشی اور ریاضتوں نے وہ سکون واطمینانِ قلب نہ بخشا جس کا وہ متلاشی تھا اور گوتم گوہرِ مقصود کی تلاش میں پھر سرگرداں پھرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی ریاضتوں اور مشقتوں نے بھی اسے دلی سکون وراحت نہ بخشی۔ اس بے اطمینانی کی حالت میں وہ دوراہے پر کھڑا تھا کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ واپس چلا جائے اور وہی پہلے والی عیش وعشرت کی زندگی دوبارہ بسر کرلے یا پھر اسی درویشانہ وفقیرانہ زندگی میں حیران وسرگرداں پھرتا رہے۔

زندگی اسی تسلسل سے رواں دواں تھی کہ ایک جگہ گوتم بیٹھا تھا کہ ایک لڑکی کا اُس طرف سے گزر ہوا کہنے لگی۔ اے شکستہ حال فقیر آپ بھوکے ہیں کیا میرے ہاتھ سے کھانا تناول فرمائیں گے؟ گوتم نے سر اٹھا کر اس لڑکی کی طرف دیکھا اور اس سے اس کا نام پوچھا۔ لڑکی نے جواب دیا میرا نام سوجات ہے۔ گوتم نے اس لڑکی سے کہا بھوکا تو میں ہوں مگر یہ بتاؤ کیا تمہاری غذا میری بڑھتی ہوئی بھوک کو تسلی دے سکتی ہے؟ لڑکی درویش کی اس فلسفیانہ بات کو نہ سمجھ سکی وہ نہ سمجھ سکی کہ فقیر کی بھوک سے کیا مراد ہے اور وہ کس قسم کی تسلی چاہتا ہے۔ مگر پھر بھی لڑکی نے درویش کو کھانا دیا۔ گوتم نے اسے تناول کیا۔ لڑکی تو کھانا دے کر جا چکی تھی مگر گوتم اُسی درخت کے نیچے جہاں وہ لڑکی کھانا لائی تھی بیٹھا رہا اور یادِ الٰہی میں مصروف رہا۔ اسی حالت میں گوتم بدھ مختلف امتحانات اور آزمائشوں سے گزرے یا یوں کہنا چاہیے کہ گوتم بدھ کو ان آزمائشوں میں ڈالے گئے۔

پہلی آزمائش:

گوتم جس قسم کی ریاضتوں میں مصروف تھے ایسی ریاضتوں میں جو رکاوٹ سب سے پہلے حائل ہوتی ہے اور انسان کو مقصدِ حیات سے الگ کرنے کی کوشش کرتی ہے وہ شیطان ہے اور گوتم کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا شیاطین نے مختلف طریقوں سے وسوسے ڈال کر گوتم بدھ پر غالب آنے کی

کوشش کی مگر گوتم بدھ نے ان وسوسوں کا قلع قمع کیا اور خود ان شیاطنی طاقتوں پر غالب رہے۔

دوسری آزمائش:

دنیا کی محبت انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی ۔خاص کر جب انسان نفسانی خواہشات کا اسیر ہو جائے۔عورت کے چنگل میں پڑ کر انسان اپنا سب کچھ برباد کر بیٹھتا ہے اگر وہ عقل وشعور سے کام نہ لے۔گوتم بدھ کے ساتھ بھی ایسا کچھ ہوا کہ ایک نہایت حسین وجمیل لڑکی اس کے سامنے نمودار ہوئی اور گوتم بدھ کو ریاضتیں ختم کرنے کی درخواست کیں۔گوتم بدھ نے اس کی محبت بھری سرگوشیوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

تیسری آزمائش:

تیسری آزمائش میں شیطان کا سردار آیا اور اس نے گوتم بدھ کو لالچ اور حرص میں مبتلا کرنا چاہا یہاں تک کہ اُسے تمام جہانوں کی حکومت دینے کے وعدے کئے ۔مگر گوتم بدھ نے ان کے وعدوں کی طرف توجہ دینے کی بجائے علم ومعرفت کے حصول میں مصروف عمل رہے۔

ان آزمائشوں کے بعد گوتم مسرت کے عالم میں اس درخت کے نیچے سے اٹھے اور طمانیت قلب کا نسخہ ساتھ لے کر راج گڑھی کی طرف چل دیئے تا کہ اس شہر کے لوگوں کو بھی اس نسخہ سے اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال کر سکیں۔ سب سے پہلے اپنے دونوں استاذوں کی طرف روانہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ اس فانی دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔ وہاں سے بنارس کی طرف چلے ۔راستے میں ایک پرانے دوست ’ اپک‘ سے ملاقات ہوئی مگر انہوں نے گوتم کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔چند روز بعد گوتم ہرن بن میں جا پہنچے (یہ بن بنارس سے شمالی جانب واقع ہے) وہاں گوتم کے پانچ بڑے مرید رہتے تھے ۔ پانچوں نے گوتم کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی۔یہاں گوتم نے اپنا مشہور وعظ ”Setting in Motion The Wheel of Righteousness“ جس سے دائمی مسرت حاصل کی جاسکتی ہے۔کافی دیر تک مریدوں سے گفتگو ہوتی رہی۔آخر کار حق کے قبول کرنے کے لیے ان کا سینہ کھل گیا۔سب سے پہلے مسن کندینا حلقہ ارادت میں شامل ہوا۔ بعدازاں دوسرے بھی حلقہ عقیدت میں شامل ہو گئے۔ کچھ عرصہ گوتم ہرن بن میں مقیم رہے اور لوگوں کو ابدی اور حقیقی نجات کا پیغام پہنچاتے رہے۔اس پیغام کے پہنچانے میں مرد عورت، امیر غریب، عالم جاہل کسی کی تفریق نہ تھی۔امراء میں

سب سے پہلے یاس نامی ایک امیر کبیر نوجوان نے پیغام کو قبول کیا۔ اس کے ساتھ اس کے ہمراہیوں کی ایک جماعت شامل ہوگئی۔

ازدیل کے جنگل میں تین بھائی فقیرانہ زندگی بسر کررہے تھے۔ ان کی عام شہرت تھی۔ گوتم ان کے پاس گئے اور دوسرا وعظ ''اگنی'' ''The Fire Sermon'' دیا۔ گوتم نے انسانی احساسات کو ہوس، غضب، فریب اور نفرت کی دہکتی ہوئی آگ کا آلاؤ قرار دیا اور یہ بتایا کہ ایک دانش مند آدمی ہوس کی آگ بجھا کر دکھ اور کرب کی جڑیں دل سے باہر نکال کر پھینک سکتا ہے۔

گوتم اپنے مریدوں کو لے کر ازویل سے چلے اور مگدھ کے دارالخلافہ راج گڑھی میں آئے۔ بادشاہ نے ان کا استقبال کیا۔ یہاں ''بہشت'' پر ایک وعظ کیا اور بتایا کہ جنت کا دروازہ طہارت سے اور منزل مقصود عشق سے حاصل ہوتی ہے یہاں گوتم اور ان کے مریدوں کی بہت توقیر ہوئی اور بادشاہ گوتم پر ایمان لے آیا۔ اس عرصہ میں گوتم کے والد نے پیغام بھیجا کہ کپل دستو آؤ اور ایک دفعہ اپنا دیدار کرا جاؤ۔ یہ پیغام حاصل کرنے کے بعد گوتم اپنے مریدوں کے ساتھ کپل دستو روانہ ہوئے۔ کپل دستو پہنچ کر شہر کے باہر ایک جھاڑی میں ڈیرہ ڈال دیا۔ ان کے والد اپنے اعزہ واقارب کو ساتھ لے کر ملنے آئے۔ لیکن ان کی زاہدانہ اور درویشانہ زندگی کو دیکھ کر خوش نہ ہوئے۔ اس تبلیغی دورہ میں بہت سے رشتہ دار اور اہل وطن آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔(۱)

گوتم بدھ نے غور وفکر اور ریاضتوں کے بعد جو نظریہ پیش کیا اسے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مذہب کے اصول وضوابط کا درجہ دیا گیا ہے۔ چونکہ گوتم بدھ ان اصولوں پر سختی سے کاربند تھے اس لیے ان کے پیروکاروں نے انہیں آئین مذہب بنا دیا۔

اخلاقی رویے:

''بدھ کے فلسفہ کی بنیاد مخصوص اخلاقی رویوں اور اصولوں پر ہے۔ اس نے روحانی ترقی کے لیے عقائد ومسالک کا ایک مجموعہ ہی نہیں بلکہ منطقی طریقہ کار پیش کیا۔ اس کی تعلیمات نہایت سادہ اور ارفع ہیں، جو چار اعلیٰ اخلاقی نیکیوں، سچائیوں پر مشتمل ہیں۔۔۔ **دکھ**، دکھ، کی جڑ، دکھ کا خاتمہ اور دکھ کے خاتمہ تک پہنچانے والی راہ، یہ حصول نروان کے معاون ہیں۔ **چپ کی حالت**: بدھ کا مذہب

اور اخلاقیات خود انحصاری پر منحصر ہے۔اس نے ہمیشہ ان مابعد الطبیعیاتی معاملات سے گریز کرنے کی کوشش کی جن کے لیے طویل بحث درکار ہے۔ بدھ کا مطمع نظر مسائل زندگی کا حل پیش کرنا تھا۔۔۔یعنی دکھ اور تکالیف ......جسم روح سے مختلف ہے یا نہیں، ...... روح فانی ہے یا لافانی، ...... دنیا محدود ہے یا لامحدود، ...... آواگون ہوتا ہے یا نہیں، اسے اس سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ یہ فلسفیانہ سوالات ہیں جن کے بارے میں وہ خاموش رہا۔ **یاسیت اور رجائیت**: یاسیت فلسفہ بدھ کی ایک اور اہم خصوصیت ہے۔ بدھ دنیا کو دکھ اور تکلیف سے بھرپور خیال کرتا ہے۔اس نے کہا کہ پیدائش دکھ ہے، بڑھاپا دکھ ہے اور موت بھی دکھ ہے۔ زندگی میں تکلیف اور دکھ ہی دکھ ہے۔ اس کا پہلا اعلیٰ ترین سچ یہ ہے کہ دکھ موجود ہے۔ تاہم ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ نروان یا پرتکلیف دنیا کے دکھوں سے نجات حاصل کرے۔ تکالیف کا خاتمہ ہی بدھ مت کا مقصد ہے۔ بلاشبہ زندگی دکھوں سے پر ہے، لیکن ایک راہ نجات موجود ہے۔ اس نے اپنے چوتھے سچ میں کہا کہ دکھوں سے نجات پانے کی ایک راہ (مارگ) موجود ہے۔ چنانچہ بدھ کا فلسفہ یاسیت پسندی سے شروع ہونے کے باوجود، رجائیت پسندی پر منتج ہوتا ہے۔ **حقیقت پسندی**: بدھ نے ویدوں میں رسومات اور جانوروں کی قربانی وغیرہ جیسے اندھے اعتقادات کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔ وہ ویدوں کی حاکمیت بطور الہامی علم تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ سند پر نہیں بلکہ استدلال پر انحصار کریں۔ اپنی تعلیمات میں اس نے زندگی کے حقیقی تجربے پر زور دیا۔ کسی شخص، یا زندہ ہستی، انا یا زندہ وجود جیسی کوئی شئے موجود نہیں کہ جسے لافانی یا پائیدار روح کہا جاسکے۔ آتما کا نظریہ محض رواجی ہے۔ **ملحدیت**: بدھ مت خدا کے بغیر مذہب ہے۔ خدا کا مقام دھرم کو دیا گیا ہے۔ دھرم ہی ساری دنیا کو چلاتا ہے۔ بالخصوص ہنایان بدھ مت میں دھرم ہی کی وجہ سے کرم کے نتائج اکٹھے ہوتے رہتے ہیں اور ہر شخص کو اپنے کرموں کی مطابقت میں ہی ذہن، جسم اور دنیاوی اشیاء ملتی ہیں۔ ہنایان ملحدانہ ہے۔ چونکہ بدھ مت ویدوں کی حاکمیت سے انکار کرتا ہے، اس لیے اس مفہوم میں بدھ مت ناستک ہے۔ ہنایان مکتبہ میں بدھ کو کبھی بھی قابل پرستش یا خدا کے طور پر خیال نہیں کیا گیا۔" (۲)

چار اعلیٰ صداقتیں:

"ا۔ دکھ موجود ہے: زندگی درد واذیت سے بھری ہوئی ہے۔ پیدائش دکھ ہے، بڑھاپا دکھ

ہے، بیماری دکھ ہے اور موت دکھ ہے۔ دکھ مسرت کا نتیجہ ہے۔ غربت، حرص، خواہش، غصہ، نفرت اور جھگڑے انسانی دکھ کی وجوہات ہیں۔۲۔ دکھ کی ایک وجہ ہے: دوسری اعلیٰ صداقت کا تعلق دکھ کی وجوہات سے ہے۔ دکھ ایک حقیقت ہونے کی وجہ سے، اس کی لازماً کوئی علت یا وجہ بھی ہوتی ہے۔ جنم مرن کے چکر کو قائم رکھنے والی قوت محرکہ یعنی خواہش دکھ کی بنیادی وجہ ہے۔ یہ خواہش تین قسم کی ہے۔۔۔(الف)۔نفسانی مسرتوں کے لیے جنسی خواہش۔(ب)۔زندگی کا لطف اٹھانے کے لیے زندگی کی خواہش، اور(ج) دنیاوی ثروت کے لیے دولت کی خواہش۔ تمام دکھ لگاوٹ سے پیدا ہوتے ہیں، جو بذاتِ خود لاعلمی کا نتیجہ ہے۔''(۳)

آٹھ نکاتی راستہ:''۱۔درست نظر:

لاعلمی دکھ کی جڑ ہے۔ درست نظر کی تعریف اشیاء کی حقیقی نوعیت کے متعلق درست علم کے طور پر کی گئی ہے۔ لاعلمی کی دنیا روح کے درمیان تعلق کا غلط منظر پیدا کرتی ہے۔**۲۔درست ارادہ:** دوسرے کا مطلب صحیح عزم کرنا ہے۔ دکھ کی محض جانکاری کا کوئی فائدہ نہیں، جب تک کہ ہم ایک کامل روحانی زندگی گذارنے کا عزم نہ کرلیں۔ بری سوچ، نفسانی خواہشات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور ایک کامل زندگی گذارنے کا عزم صمیم ہی درست ارادہ ہے۔**۳۔درست گوئی:** فضائل اخلاق کے لیے جدوجہد کرنے والے کے لیے اپنی گفتگو پر قابو پانا ضروری ہے۔ درست گوئی کا مطلب دروغ گوئی سے گریز، سخت اور تحقیر آمیز الفاظ نہ بولنا، فضول گفتگو اور تنقید سے اجتناب کرنا ہے۔ ہر شخص کو دکھ دینے والی بات سے گریز کرنا اور مناسب ودرست الفاظ ہی بولنے چاہئیں۔**۴۔درست رویہ:** درست رویے کا مطلب کسی کی زندگی کو نقصان پہنچانے، چوری کرنے، جنس پرستی، دھوکہ دہی اور بدکاری وغیرہ جیسی سرگرمیوں سے بچنا ہے۔ بدھ نے بھکشوؤں، والدین، بچوں، طالبعلموں، اساتذہ، شوہر اور بیوی کے لیے طرزِ عمل کے مختلف ضوابط تجویز کئے ہیں۔ اس نے ایثار، فیاضی اور سب کے ساتھ ہمدردی کا سبق پڑھایا۔**۵۔ درست کمائی:** اس کے مطابق ہمیں اپنی روزی روٹی ایمانداری اور جائز ذرائع سے کمانی چاہیے۔ اس کے بغیر درست رویہ پوری طرح سے اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ بدھ کے مطابق ہتھیاروں، جانوروں، گوشت اور شراب وغیرہ کا کاروبار نہیں کرنا چاہیے۔ دھوکہ دہی اور برے ذرائع، مثلاً رشوت، بدعنوانی اور ڈاکہ زنی سے کمائی ہوئی دولت سے ہرگز فائدہ نہیں ہوتا۔**۶۔درست**

کوشش: اخلاقیات کی راہ پر چلنے والے کے لیے لازمی ہے کہ وہ برے احساسات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور اپنے ذہن میں برے خیالات نہ آنے دے۔ اس میں برے خیالات کے خلاف اور نیک خیالات بیدار کرنے کے لیے خود ضبطی اور مسلسل کوشش شامل ہے۔ برے خیالات سے بچنے کے طریقے مندرجہ ذیل ہے۔ (۱) کسی اچھے خیال پر سوچوں کو مرکوز کرنا۔ (۲)۔ بری سوچ پر عمل کے نتائج کا تجزیہ کرنا۔ (۳)۔ بری سوچ کی علت کا تجزیہ کرنا اور اس کے نتائج کو روکنا۔ (۴)۔ جسمانی کوششوں کے ذریعہ ذہن کو قابو میں رکھنا۔ (۵)۔ دھرم کی پابندی کرنا۔ ۷۔ **درست تفکر:** اس کا مطلب جسم، ضمیر اور ذہن کو ان کی حقیقی حالت میں مستحکم رکھنا ہے۔ برے خیالات صرف تبھی ذہن پر غلبہ پاتے ہیں جب ان کی حقیقی حالت کو بھلا دیا جائے۔ درست تفکر میں جس کی ناپاکیوں، مسرت، دکھ اور ذہنی وجسمانی تکالیف وغیرہ کی یاددہانی کرتے رہنا شامل ہے۔ بدھ نے تعلیم دی کہ جسم مٹی، پانی، آگ اور ہوا سے مل کر بنا ہے۔ ہمارے جسم کا شعور اور اپنے یا کسی اور جسم کے ساتھ لگاوٹ ہمیں اس قسم کی غیر ضروری تمنا اور رغبت سے بچنے میں مدد دیتی ہے۔ ۸۔ **درست مراقبہ:** ان سات اخلاقی طرز عمل کے ضوابط کو اپنانے اور ان کا تجربہ کرنے والا شخص مراقبہ کی راہ پر قدم رکھنے کے لیے پوری طرح تیار ہوتا ہے۔ یہاں فضائل اخلاق کا متمنی اپنے پاکیزہ ذہن کو سچائی اور استدلال پر مرکوز کرتا ہے۔" (۴)

بدھ کے پانچ فرمان: "۱۔ کسی زندہ شئے کو مت مارو۔ ۲۔ جو تمہیں نہیں دیا گیا اسے مت لو۔ ۳۔ جھوٹ مت بولو۔ ۴۔ نشہ آور مشروبات مت پیو۔ ۵۔ بدکاری نہ کرو۔" (۵)

بدھ مت کے مذہبی مکاتب: "بدھ کی وفات کے ایک سو سال بعد بدھسٹ جماعت (سنگھ) وسیع پیمانے پر دو مکاتب میں تقسیم ہوگئی۔ ۱۔ ہنایان ۔ ۲۔ مہایان۔ مہا (اعلیٰ یا عظیم) یان (سواری) بنیادی طور پر ہی ہنا (کمتر یا پست) یان (سواری) سے اپنی اخلاقیات، عقائد، خانقاہی زندگی اور تصور بدھ میں اختلاف رکھتا ہے۔ ہنایانی حقیقی پرانے بدھ مت کے پیروکار ہیں جو اپنی نوعیت میں بنیاد پرستانہ ہے۔ ہنایان ایسا مذہب ہے جو خدا کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ یہ ملحدانہ مذہب ہے۔ دھرم کو خدا کی حیثیت دی گئی۔ چنانچہ یہ مسلک خدا سے منکر ہے، تاہم عملی طور پر بدھ کی عبادت کی اجازت دیتا ہے۔ کوئی ایسی بھگتی موجود نہیں جو کسی زندہ خدا پر دلالت کرتی ہو۔ مہایان مکتب ترقی پسند اور سادہ ہے۔ یہ ہمیں خدا، روح اور انسانی مقدر کے مثبت تصورات فراہم کرتا ہے۔ مہایان فرقے کے متلاشی حق 'بودھستو' کی حالت پانے کی جستجو کرتے ہیں۔ مہایان میں بدھ قابل پرستش بت بن گیا اور مطلق وجود

سے مشابہ قرار دیا جانے لگا۔ مہایان فرقے کے لیے بدھ کی شفقت اور رحمت انسان کو عالمگیر نجات تک بھی لے جاسکتی ہے۔ مہایان ایک ماورائی حقیقت پر یقین رکھتا ہے، اور بدھ اس ماورائی حقیقت سے مشابہ ہے۔ یہ دنیا کی مطلق حقیقت سے انکار کرتا ہے۔ دنیا مظہراتی ہے اور مطلق طور پر حقیقی نہیں۔"(٦)

نروان: "لفظ نروان کا مطلب بجھ جانا، یا خواہشات یا تمناؤں کا معدوم ہو جانا ہے۔ یہ محض معدومیت ہی نہیں، بلکہ کسی شخص کی حالت طمانیت بھی ہے۔ نروان کی حالت میں خواہش اور جذبات ختم ہو جاتے ہیں اور نجات یافتہ شخص ادھر ادھر جانے کے بجائے قطعی سکون حاصل کر لیتا ہے۔ نروان ایجابی لطف کے ساتھ عینیت رکھتا ہے۔ یہ پاکیزہ طمانیت اور حقیقی علم دیتا ہے۔ تسخیر ذات کر لینے والا شخص شہوت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ مزید کوئی تمنا نہیں کرتا۔ شعلہ خواہش کو جلتے رہنے کے لیے مزید کوئی مواد نہیں مل پاتا۔ خواہش اور شہوت کا یہ شعلہ بجھ جانے پر حالت عرفان حاصل ہوتی ہے۔ حالت عرفان میں کوئی لاعلمی، دکھ، تکلیف، بیماری اور موت موجود نہیں ہوتی۔"(٧)

نظریہ لا روح: "بدھ کے مطابق تبدیلی حقیقت ہے۔ یہ اشارہ دیتی ہے کہ جو کچھ بھی حقیقی ہے وہ دائمی نہیں۔ قانون تغیر ہمہ گیر ہے۔ چنانچہ بدھ کسی دائمی روح پر یقین نہیں رکھتا۔ وہ روح یا نفس کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ جسے ذہن کہتے ہیں وہ تصورات وخیالات کا بہاؤ ہے۔ سوچیں، احساسات، خواہش وغیرہ ایک لمحے کی پیداوار ہیں۔ ہمارا ذہنی عمل شعور کے ایک بہاؤ جیسا ہے۔ اس بہاؤ سے ماورا کوئی دائمی روح موجود نہیں۔ روح ادراکات کا بہاؤ ہے۔ لہٰذا بدھ نے لا روح کے نظریہ پر زور دیا۔۔۔ بدھ نے زندگی کے تسلسل کی وضاحت چراغ کی لو کی مثال کے ساتھ کی۔ لو، ہر لمحے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ بدھ دوبارہ جنم اور قانون کرم پر یقین رکھتا ہے۔ تاہم، وہ اس مفہوم میں آواگون کا ماننے والا نہیں کہ روح ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ دو جنم مختلف ہوتے ہیں۔ بدھ کے مطابق موجود نہ رہنے والی روح سے غیر ضروری لگاؤ دکھ کی وجہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تمام تکالیف کی جڑ 'میں' کے احساس میں ہے۔ تصور ملکیت اور میرا اور تمہارا کا احساس روح کے غلط تصور کی وجہ سے ہے۔ روح کا ادراک اور نظارہ نہیں کیا جاسکتا، اس لیے اس کا کوئی وجود نہیں۔ اس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ روح کے متعلق فضول بحث میں نہ الجھیں۔ روح ہمارے تجربہ اور استدلال سے ماورا ہے۔"(٨)

بدھ مت کے صحائف: "پٹک کے طور پر مشہور بدھسٹ صحائف تین حصوں میں تقسیم ہیں، یعنی (الف) ستیہ پٹک (انکشافات کی کتاب)۔ (ب) ونیہ پٹک (تربیت کی کتاب) (ج) ابھیدم

پٹک (فلسفہ کی کتاب)۔پٹک کا لفظی مطلب ٹوکری یا پٹاری ہے۔ بدھ کے اقوال اور تعلیمات کو تحریر کرنے کے بعد مختلف ٹوکریوں میں رکھا جاتا تھا، غالبا یہیں سے ان کا نام پٹک پڑ گیا۔''(۹)

بدھم، دھرم اور سنگھ: ''بدھ مت میں تین چیزیں اہم ہیں۔ بدھ، جو دنیا کا آقا، اسے بچانے اور دوبارہ وجود میں لانے والا ہے۔ دھرم بدھ کے مذہب کی شریعت ہے، جو ابدی ہے اور یہ دنیا دھرم یا راستبازی کے قوانین کی ہی پیروی کرتی ہے۔ سنگھ یا جماعت بدھسٹ برادری کی تنظیم ہے۔ یہ تینوں 'تثلیث' کہلاتے ہیں۔ ہر بدھسٹ چاہے ایک بھکشو، بھکشنی یا گرہست، کے لیے ضروری ہے کہ صبح، دوپہر اور شام کے وقت اس با رحمت تثلیث کو سلام اور اس پر غور وفکر کرنے کے علاوہ یہ منتر دوہراتا رہے۔ بدھم شرنم گچھامی (بدھ میں پناہ مانگتا ہوں)۔ دھم شرنم گچھامی (دھرم میں پناہ مانگتا ہوں)۔ سنگھم شرنم گچھامی (سنگھ میں پناہ مانگتا ہوں)۔''(۱۰)

موسم برسات کے اختتام پر گوتم بد راج گڑھی سے چل کر سلطنت کوسل کے پایہ سلطنت سراوستی کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں ایک متمول سوداگر رہتا تھا۔ جس نے گوتم بدھ اور ان کے مریدوں کے لیے ایک وسیع جنگل نامزد کر دیا۔ یہاں بڑے بڑے وعظ اور مناظرے ہوئے۔ گوتم بدھ مختلف علاقوں میں جاتے اور وعظ کرتے رہتے۔ ۴۸۸ ق م میں اپنی سالگرہ کے دن گوتم نے انتقال کیا۔(۱۱)

۲۔ مکالمہ کے آداب:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے خیالات دوسرے انسانوں تک پہنچانے کی صلاحیت عطا کی ہے۔ جوں جوں انسان ترقی کے منازل طے کرتا ہے وہ اپنے جذبات واحساسات اور خیالات ونظریات کی تبلیغ کے لیے مختلف ذرائع استعمال میں لاتا ہے۔ انسان جو بھی ذریعہ استعمال کرے اس میں ادب واحترام کے ساتھ ساتھ حکمت کی صفت بھی ہونی چاہیے۔ لیکن بعض دفعہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی نظریہ یا کسی مذہب کے بارے میں کوئی مخالف نظریہ یا مذہب رکھنے والا جب اس مذہب کے متعلق بات کرتا ہے تو شروع ہی سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کا مخالف ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ کسی خاص مذہب پر ایمان رکھنے کے باوجود اپنے مخالف نظریات یا مذاہب کا تعارف اس طرح پیش کرے کہ گویا وہ ان کا مخالف نہیں ہے اور مسئلہ کو علمی اور تجزیاتی لہجہ اور مکمل علمی ایمان کے ساتھ لے کر آگے بڑھے۔ قرآنِ مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں جو اصول وآداب کا ذکر ہے اس پر

توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن -

آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس طریقہ سے بحث کریں جو بہترین طریقہ ہے۔(۱۲)

قل هوالذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدة قلیلا ماتشکرون

آپ کہہ دیجئے کہ خدا ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی نے تمہارے لیے کان، آنکھ اور دل قرار دیے ہیں۔ مگر تم میں سے بہت کم لوگ شکریہ ادا کرنے والے ہیں۔(۱۳)

ولاتقف مالیس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسؤلا

اور جس چیز کے بارے میں تمہیں علم و یقین نہ ہو اس پر بھروسہ نہ کرنا کہ روز قیامت سماعت، بصارت اور قوت قلب سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔(۱۴)

قالوا بل نتبع ماالفینا علیه اباء نا و لو کان اباوهم لایعقلون شیئاً ولایهتدون

کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا یہ ایسا ہی کریں گے چاہے ان کے باپ دادا بے عقل ہی رہے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ رہے ہوں۔(۱۵)

لیجزی الله الصادقین بصدقهم ویعذب المنافقین ان شاء او یتوب علیهم ان الله کان غفوراً رحیما

تا کہ خدا صادقین کو ان کی صداقت کا بدلہ دے اور منافقین کو چاہے تو ان پر عذاب نازل کرے یا ان کی توبہ قبول کرلے کہ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور

مہربان ہے۔(۱۶)

واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی۔

اور جب بات کہوتو اگر چہ قرابت مند ہی ہو انصاف کا پاس کرو۔(۱۷)

فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین۔

پس تم کو جو حکم دیا گیا ہے کہ اس کو کھول کر سنا دو اور مشرکین کی مطلقا پرواہ نہ کرو۔(۱۸)

مذکورہ تمام آیات میں انسان کو اچھی بات، بہترین پیرائے میں بیان کرنے کے علاوہ دلیل و برھان کو اہمیت دینے کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ تمام انسانوں کی عقلی استعداد برابر نہیں ہوتی، ہر انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مختلف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر فرد سے اس کی عقلی استعداد اور عقل وفہم کے مطابق باز پرس کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں پر ایک طرح کا بوجھ نہیں ڈالتا بلکہ ان کی صلاحیتوں کے مطابق بوجھ ڈالتا ہے۔ اس اعتبار سے مکالمے میں جن آداب کا خیال رکھنا ضروری ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

پہلی بات: مکالمے کے وقت سچ اور حق گوئی سے کام لینے سے مدمقابل کا دل حق کو قبول کرنے کے لیے نرم ہوتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سچائی کی عادت انسان کو بہت سی برائیوں سے بچاتی ہے۔ جو سچا ہوگا وہ ہر برائی سے پاک رہنے کی کوشش کرے گا، وہ راست باز ہوگا، راست گو ہوگا، ایماندار ہوگا، وعدہ پورا کرے گا۔ اس کے اندر وفائے عہد جیسی عظیم عادت ہوگی اور سچائی اور حق گوئی انسان کو دلیر بناتی ہے اور لوگ بھی اس کے قول وفعل پر اعتبار کرتے ہیں۔ سچ اللہ کی صفت ہے۔

ولاتجادلو اھل الکتب الابالتی ھی احسن الاالذین ظلموا منھم وقولوا امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم ولھنا ولھکم واحد ونحن لہ مسلمون۔

اور اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو مگر اس انداز سے جو بہترین انداز ہے علاوہ ان کے جو ان میں سے ظالم ہیں اور یہ کہو کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں جو ہماری اور تمہاری دونوں کی طرف نازل ہوا ہے اور ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم سب اسی کے اطاعت گذار ہیں۔(۱۹)

مولانا مودودی اس ضمن میں لکھتے ہیں: یعنی مباحثہ معقول دلائل کے ساتھ، مہذب اور شائستہ زبان میں، اور افہام وتفہیم کی سپرٹ میں ہونا چاہیے تاکہ جس شخص سے بحث کی جارہی ہو اس کے خیالات کی اصلاح ہو سکے۔ مبلغ کو فکر اس بات کی ہونے چاہیے کہ وہ مخاطب کے دل کا دروازہ کھول کر حق بات اس میں اتار دے اور اسے راہ راست پر لائے۔ اس کو ایک پہلوان کی طرح نہیں لڑنا چاہیے جس کا مقصد اپنے مدمقابل کو نیچا دکھانا ہوتا ہے۔ بلکہ اس کو ایک حکیم کی طرح چارہ گری کرنے چاہیے جو مریض کا علاج کرتے ہوئے ہر وقت یہ بات ملحوظ رکھتا ہے کہ اس کی اپنی کسی غلطی سے مریض کا مرض اور زیادہ نہ بڑھ جائے، اور اس امر کی پوری کوشش کرتا ہے کہ کم سے کم تکلیف کے ساتھ مریض شفایاب ہو جائے۔(۲۰)

دوسری بات: مکالے میں فریق ثانی کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں عزت واحترم دینا چاہیئے۔ تاکہ فریق ثانی کی عزت نفس مجروح نہ ہوجائے اور وہ نہایت توجہ کے ساتھ دلائل کو سن سکے۔

> **ولاتسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبواالله عدوا بغیر علم کذلك زینا لکل امة عملهم ثم الی ربهم مرجعهم فینبئهم بما کانوا یعملون**
>
> اور خبردار تم لگ انہیں برا بھلا نہ کہو جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ اس طرح یہ دشمنی میں بغیر سمجھے بوجھے خدا کو برا بھلا کہیں گے ہم نے اسی طرح ہر قوم کے لیے اس کے عمل کو آراستہ کر دیا ہے اس کے بعد سب کی بازگشت پروردگار ہی کی بارگاہ میں ہے اور وہی سب کو ان کے اعمال کے بارے میں باخبر کرے گا۔(۲۱)

مولانا مودودی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ نصیحت نبی ﷺ کے پیرووں کو کی گئی ہے کہ اپنی تبلیغ کے جوش میں وہ اتنے بے قابو نہ ہو جائیں کہ مناظرہ وبحث وتکرار سے معاملہ بڑھتے بڑھتے غیر مسلموں کے عقائد پر سخت حملے کرنے اور ان کے پیشواؤں اور معبودوں کو گالیاں دینے تک نوبت پہنچ آئے، کیونکہ یہ چیز ان کو حق سے قریب لانے کے بجائے اور زیادہ دور پھینک دے گی۔(۲۲)

جبکہ پیر محمد کرم شاہ یوں رقمطراز ہیں: مبلغ اگر صحیح تربیت یافتہ نہ ہو تو اپنے نظریات وعقائد کی تبلیغ واشاعت کے جوش میں وہ حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے اور معقولیت کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے نظریات اور عقائد کے متعلق اس کے سامعین کے دلوں میں نفرت اور تعصب پیدا ہو جاتا ہے اور بسا اوقات نوبت گالی گلوچ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس آیت سے مبلغین اسلام کی تربیت مقصود ہے تاکہ وہ اسلام کی دعوت کو پوری شائستگی اور متانت سے پہنچانے کے لیے تیار ہو جائیں۔ انہیں حکم دیا کہ مشرکین کے باطل خداؤں کو برا بھلا نہ کہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مشتعل ہو کر تمہارے معبود حق کی جناب میں گستاخی کرنے لگیں اس انداز سے انہیں اسلام کا پیغام پہنچاؤ اور ان کے عقائد باطلہ کی تردید کرو کہ انہیں تمہاری دعوت قبول کرنے کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ رہے۔ (۲۳)

مولانا محمد شفیع اس حوالے سے لکھتے ہیں: جو کام اپنی ذات کے اعتبار سے جائز بلکہ کسی درجہ میں محمود بھی ہو مگر اس کے کرنے سے کوئی فساد لازم آتا ہو، یا اس کے نتیجہ میں لوگ مبتلائے معصیت ہوتے ہوں تو وہ کام بھی ممنوع ہو جاتا ہے، کیونکہ معبودانِ باطلہ یعنی بتوں کو برا کہنا کم از کم جائز تو ضرور ہے، اور ایمانی غیرت کے تقاضا سے کہا جائے تو شاید اپنی ذات میں ثواب اور محمود بھی ہو، مگر چونکہ اس کے نتیجہ میں یہ اندیشہ ہوگا کہ لوگ اللہ جل شانہ کو برا کہیں گے تو بتوں کو برا کہنے والے اس کی برائی کا سبب بن جائیں گے۔ اس لیے اس جائز کام کو بھی منع کر دیا گیا۔ (۲۴)

۳۔ گلگت بلتستان میں بدھ مذہب کے آثار:

گلگت بلتستان میں بدھ مذہب کے پیروکار نہیں ہیں۔ البتہ بدھ مت کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں اور یہ آثار استوپ یعنی تعمیرات اور شبیہوں کی شکل میں موجود ہیں اس کے علاوہ اس مذہب سے متعلق تحریریں بھی دریافت ہوئی ہیں جن میں مہاتما بدھا کے فرامین درج تھے۔ بدھ مت کے ان آثار پر بات کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم گلگت بلتستان کا مختصر انعارف پیش کریں تاکہ ہمیں یہ معلوم کرنے میں آسانی ہوگی کہ بدھ مذہب ان دور دراز علاقوں میں کیسے پہنچا؟ اور بدھ مت کی تبلیغ کے لیے کون سا طریقہ اُس دور میں اپنایا گیا؟ گلگت بلتستان کے کن علاقوں پر اور کس شکل میں بدھ مذہب کے آثار محفوظ ہیں؟ **گلگت بلتستان**: گلگت بلتستان کو تقریباً باسٹھ سالوں تک شمالی علاقہ جات کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ موجودہ وفاقی حکومت نے گلگت بلتستان کو صوبے کے طرز پر انتظامی ڈھانچے میں شامل

کیا ہے۔''شمالی علاقہ جات پاکستان کے شمال میں نہایت خوبصورت اور دلکش علاقوں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ علاقے تقریباً 72494 مربع کلومیٹر کے وسیع وعریض رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں اور یہ پانچ اضلاع پر مشتمل ہیں جو گلگت، غذر، دیامر، سکردو اور گھانچے کہلاتے ہیں۔ نگر، ہنزہ، یاسین اور گوپس (کی کچھ آبادی) کے علاوہ ضلع گلگت، ضلع دیامر اور ضلع غذر کو ایک ہی ثقافتی زون سمجھا جاتا ہے۔ ارض شمال کے یہ پانچ اضلاع پاکستان کے انتہائی شمال میں واقع ہیں۔ گلگت شمالی علاقہ جات کا دارالخلافہ اور تجارتی مرکز ہے۔''(۲۵)

''گلگت بلتستان میں انتہائی حسین قدرتی مناظر کے ساتھ یہاں ''بہت سے مقامات پر ٹھنڈے اور گرم پانی کے چشمے ابلتے ہیں، جن کا پانی لوگ مختلف بیماریوں میں بطور علاج استعمال کرتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔ رائیکوٹ چلاس کے ابلتے ہوئے چشمے، بر، بڈلس، برست، دماس، پونیال، گرونجر، درکوت، ایمت اور مرتضی آباد ہنزہ کے چشمے علاقہ ہائے گلگت، غذر و دیامر میں بہت مشہور ہیں۔''(۲۶)

یہاں چٹانوں پر تصویریں بسولے کی چوٹ سے بنائی گئی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیتھین (Scythian) قبائل دھاتی اوزار لے کر آئے تھے یا بنانے پر قادر تھے۔ اس طرح کی تصویر یا علامت نگاری کا پھیلاؤ سندھ کے بالائی علاقوں سے لے کر تبت تک ہے۔ شکاریوں کے بعد کلاں سنگی معماروں (Megalith Builders) کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے غالباً مسقف رہائش اختیار کی، زینہ نما کھیت بنائے اور برفانی نالوں کے پانی سے کاشتکاری کا آغاز کیا۔''(۲۷)

گلگت بلتستان کی چٹانوں پر خروشتی، براہمی، سوگدی ین، شاردا اور قدیم چینی زبان میں تحریریں کندہ ہیں۔ مغربی جامعات کا اپنا ایک اعلیٰ معیار ہے۔ وہاں آج بھی نایاب مشرقی زبانوں کے ماہرین موجود ہیں۔ گیرارڈ فسمین خروشتی کے ماہر ہیں۔ اوسکر وان ہنوبر براہمی شناس، نکولس سمس ولیمز سوگدی ین مفسر اور تھامس او ہالین قدیمی چینی زبان کی گتھیاں سلجھاتے ہیں۔'' (۲۸)

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے کہ آج مغرب میں مختلف علوم کے ماہرین پائے جاتے ہیں۔

گلگت بلتستان میں بدھ مذہب سے متعلق آثار دو طرح کے ملتے ہیں۔(الف)

استوپ (Stupa) ۔یعنی تعمیرات اور شبیہیں ۔ جہاں تک تعمیرات کی بات ہے تو یہاں کے اہل علم حضرات کا کہنا ہے کہ نلت اور ہیزل میں با قاعدہ تعمیرات تھیں ۔مہاتمابدھا کی شبیہیں نپورہ گلگت، ہُر پونیال، تھلپن ، چیلاس، شتیال اور منٹھل بلتستان کے پہاڑوں پر اب بھی موجود ہیں ۔(ب) تحریریں۔تحریروں میں ایک شکل کہانیوں پر مبنی ہوتی ہیں ۔یعنی مہاتمابدھا کی پیدائش سے موت تک کی باتیں ۔جو گلگت بلتستان میں نہیں پائی جاتی ہیں جبکہ دوسری شکل فرامین بدھا کی ہیں ۔ ۱۹۳۱ء کو نپورہ گلگت میں مٹی کے ٹھیکریوں پر فرامین دریافت ہوئے تھے جو سنسکرت زبان میں لکھے ہوئے تھے ۔ کچھ چٹانوں پر مہاتمابدھ کے سابقہ وجودوں کے سلسلہ وار تصویریں نہایت فنکارانہ انداز میں کندہ ہیں ۔ان میں سے چلاس اور تھلپن کی چٹانوں کو سجانے والی تین (ٹائیگر جاتکا، بڑا شیطانی جاتکا اور سبی جاتکا) تصویریں واضح طور پر ایک ہی ہاتھ کی کندہ ہیں اور پانچویں سے ساتویں صدی کی ہوسکتی ہیں ۔''(۲۹)

عثمان علی صاحب لکھتے ہیں کہ'' گلگت میں بدھ دھرم مہاراجہ اشوک کے دورِحکومت میں پھیلا کیونکہ اسی دور میں بدھ مت کی تبلیغ واشاعت کے لیے سرکاری سطح پر بے انتہا کوششیں کی گئیں ۔ اشوک کی سلطنت وسیع تھی ۔ کشمیر، نیپال، تبت، منگولیا، افغانستان اور شمالی ہندوستان کے بیشتر علاقے اس کی حکومت میں شامل تھے ۔ان علاقوں اور غیر ممالک میں بھی بدھ مت کی اشاعت کے لیے اشوک نے کئی اہم کام کیے ۔ بدھ دھرم کے مذہبی احکام اور قوانین پتھروں، چٹانوں اور ستونوں پر کندہ کرا کر جگہ جگہ نصب کروادیے گئے ۔ مبلغین، بھکشوؤں اور مہاماتروں کی جماعتیں چاردانگ عالم میں بکھیر دی گئیں ۔۔۔۔ کشمیر اور ملحقہ تمام علاقوں بشمول گلگت اور بلتستان پر کسی تبلیغی مذہب کی پرچھائیں نہ پڑی تھیں ۔ کہتے ہیں بنارس، پاٹلی پتر اور دیگر مرکزی علاقوں سے جوشیلے اور جفاکش بدھ راہب، بھکشو اور مبلغین ان پہاڑی علاقوں میں پھیل گئے تاکہ بدھ دھرم کی تبلیغ کریں'' ۔(۳۰)

'' گلگت شہر سے یہی کوئی سات کلومیٹر مغرب کی طرف ایک عمودی چٹان پر مہاتمابدھ کی تین میٹر اونچی مورتی نقش ہے ۔ ماہرین اس کی قدامت آٹھویں صدی عیسوی بتاتے ہیں ۔یہ مورتی سطح زمین سے کافی بلند ہونے کی وجہ سے انسانی چھیڑ چھاڑ سے محفوظ ہے ۔'' (۳۱)

گلگت سے چند کلومیٹر دور کارگہ کے قریب ایک چٹان پر بُت کا مجسمہ کندہ ہے، جسے مقامی لوگ 'یاچھنی' کہتے ہیں ۔ 'یاچھنی' یَچھ کی مادہ ہے جو ایک جناتی مخلوق تصور ہوتی ہے ۔اس بت سے

وابستہ کئی کہانیاں بھی ہیں، جہاں تک بت کی اصلیت کا تعلق ہے۔ یہ 'چمبہ بدھو' کا مجسمہ بتایا جاتا ہے جو مہاراجہ اشوک کی حکمرانی کے آخری دور میں مداین تکا کے جوشیلے بھکشوؤں نے یا کھانی (کشمیر کی ملکہ) کے حکم بنایا گیا تھا۔ یا کھانی کی مناسبت سے یہ بُت (یا چھنی) کے نام سے معروف ہوا کیونکہ ینچھ اور یا چھنی مقامی طور پر جنات کے ناموں کے لیے مستعمل تھے۔ (۳۲) ''نو بر پونیال میں بھی ایک چٹان پر مہاتما بدھ کی شبیہ کندہ ہے۔ پروفیسر احمد حسن دانی مرحوم اپنی کتاب ہسٹری آف ناردرن ایریاز میں لکھتے ہیں کہ یہ چٹانی مورتی آج کل راجہ علی احمد جان مرحوم کے گھر میں موجود ہے۔'' (۳۳) ہنزل میں واقع بدھ مت کا مجسمہ اور جوٹیال گلگت کی مغلی شکار بھی تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ (۳۴) چلاس، ہڈر، تھور، گیچی، تھلپن اور منارگہ سے شتیال تک دریائے سندھ کے بائیں کنارے چٹانوں پر کندہ تصویریں اور تحریریں آج بھی لوگوں کو دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔'' (۳۵) ''سکردو میں بھی سدپارہ جانے والے راستے پر بدھا اور اس کے شاگردوں کی شبیہیں کندہ ہیں۔ (۳۶)

آخر میں نتیجہ کے طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ گلگت بلتستان میں مختلف مذاہب کے پیروکار وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مذہب کے حوالے سے تبلیغ کی۔ خصوصاً بت مذہب کے مبلغین نے ان علاقوں پر زیادہ توجہ دی۔ آج بھی اس مذہب کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ سیاحت کی غرض سے یہاں آتے ہیں اور بت مذہب کے پیروکار جب ان جگہوں پر پہنچتے ہیں تو نہایت ادب واحترام اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ بین المذاہب مکالمے کے لیے گلگت بلتستان کے ان آثار کو بنیاد بنا کر ہم ایک علمی، تحقیقی اور تجزیاتی کام کی بنیاد ڈال سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مختلف اداروں اہل علم، اہل دانش حضرات کو آگے بڑھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارا یہ قدیمی اثاثہ قدرتی آفتوں کے ذریعہ ضایع نہ ہو اور اس اثاثہ کے ذریعہ بدھ مذہب کو اسلام کے قریب لایا جاسکے، ایسا صرف مکالمہ کے ذریعہ ممکن ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چودھری غلام رسول، ص۲۳۲۔۲۴۵، علمی کتاب خانہ، لاہور، ۱۹۷۶ء

۲۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص ۱۸۲۔۱۸۳، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۳۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص۱۸۴، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۴۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص ۱۸۵۔۱۸۷، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۵۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص ۱۸۸، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۶۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص ۱۸۸۔۱۸۹، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۷۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص۱۹۱، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۸۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص۱۹۲، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۹۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص۱۹۳، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۱۰۔ فلسفۂ مذاہب، امولیہ رنجن مہاپتر، مترجم یاسر جواد، ص ۱۹۳۔۱۹۴، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۰ء

۱۱۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چودھری غلام رسول، ص۲۳۲۔۲۴۵، علمی کتاب خانہ، لاہور، ۱۹۷۶ء

۱۲۔ سورہ نحل ۱۶:۱۲۵

۱۳۔ سورہ ملک ۶۷:۲۳

۱۴۔ سورہ بنی اسرائیل ۱۷:۳۶

۱۵۔ سورہ بقرہ ۲:۱۷۰

۱۶۔ سورہ احزاب ۳۳:۲۴

۱۷۔ سورہ انعام ۶:۱۰۶

۱۸۔ سورہ حجر ۱۵:۹۴

۱۹۔ سورہ عنکبوت ۲۹:۴۶

۲۰۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد۳، ص ۷۰۸
۲۱۔ سورہ انعام۶: ۱۰۸
۲۲۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد۱، ص ۵۷۱
۲۳۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القران، ج۱، ص ۵۹۰
۲۴۔ مولانا مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، جلد۳، ص ۴۲۱
۲۵۔ پاکستان کا ثقافتی انسائیکلوپیڈیا، سلسلہ قراقرم، ہمالیہ، ہندوکش (شمالی علاقہ جات) جلد اول، ص ۱، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور
۲۶۔ پاکستان کا ثقافتی انسائیکلوپیڈیا، سلسلہ قراقرم، ہمالیہ، ہندوکش (شمالی علاقہ جات) جلد اول، ص ۳، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور)
۲۷۔ غیر مطبوعہ کتاب عکس گلگت، شیر باز علی برچہ
۲۸۔ غیر مطبوعہ کتاب عکس گلگت، شیر باز علی برچہ
۲۹۔ غیر مطبوعہ کتاب عکس گلگت، شیر باز علی برچہ
۳۰۔ شنالوجی، عثمان علی، ص ۱۰۱، عثمانی کتب خانہ، گلگت، ۱۹۹۱ء
۳۱۔ غیر مطبوعہ کتاب عکس گلگت، شیر باز علی برچہ
۳۲۔ شنالوجی، عثمان علی، ص ۱۰۴، عثمانی کتب خانہ، گلگت، ۱۹۹۱ء
۳۳۔ غیر مطبوعہ کتاب عکس گلگت، شیر باز علی برچہ
۳۴۔ پاکستان کا ثقافتی انسائیکلوپیڈیا، سلسلہ قراقرم، ہمالیہ، ہندوکش (شمالی علاقہ جات) جلد اول، ص ۳۔۴، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور
۳۵۔ پاکستان کا ثقافتی انسائیکلوپیڈیا، سلسلہ قراقرم، ہمالیہ، ہندوکش (شمالی علاقہ جات) جلد اول، ص ۳، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور
۳۶۔ غیر مطبوعہ کتاب عکس گلگت، شیر باز علی برچہ